تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

# وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

# اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْعَزِیْزُ

(تقریر نمبر22)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۔اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۔وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۔وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ

(فاطر:11)

یعنی جو بھی عزّت کے خواہاں ہیں، پس اللہ ہی کے تصرّف میں سب عزّت ہے، اسی کی طرف پاک کلمہ بلند ہوتا ہے اور اسے نیک عمل بلندی کی طرف لے جاتا ہے اور وہ لوگ جو بُری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، ان کا مکر ضرور اکارت جائے گا۔

واحِد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

(درثمین)

**سامعین!** اللہ تعالیٰ کی صفت **اَلْعَزِیْزُ** آج کی تقریر کا موضوع ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت **اَلْعَزِیْزُ** کا قرآن کریم میں قریباً سَو دفعہ بیان ہوا ہے۔ صفت **عزیز** کا قرآن کریم میں جو ذکر آیا ہے۔ اُن میں سے ماسوائے چند ایک مقامات کے، دوسری صفات کے ساتھ ذکر ہے اور جب صفت **عزیز** کا استعمال ہوا ہے تو قریباً نصف جگہ عزیز کے ساتھ حکیم کی صفت کا استعمال ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت بھی ہر فیصلہ حکمت کے ساتھ کرتی ہے اور پھر صفت عزیز کا استعمال صفت حمید کے ساتھ ہوا ہے، وہاب کے ساتھ ہوا ہے، غفور کے ساتھ ہوا ہے اور کریم کے ساتھ ہوا ہے اور جہاں صفت عزیز کے ساتھ سزا دینے یا اپنے قوی یا ذوانتقام ہونے کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، یعنی انتقام لینے والا، سزا دینے والا یا قوی ہونے کا اظہار ہوا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے وجوہات بیان فرمائی ہیں کہ کیوں اللہ تعالیٰ انتقام لیتا ہے، کیوں سزا دیتا ہے، یا طاقت کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مختلف صفات کو ایک دوسرے ساتھ ملانے کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ ایک جگہ عزیز اور حکیم کی حکمت یوں بیان فرمائی۔

"وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْم فرما کر اس طرف توجّہ دلائی کہ یاد رکھو۔ عورتوں پر جو فوقیت ہم نے تمہیں دی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ اور اُن کے حقوق کو پامال کرنا شروع کر دو۔ دیکھو تم پر بھی ایک حاکم ہے جو عزیز ہے یعنی اصل حکومت خدا تعالیٰ کی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ مرد اُس حکومت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور حکیم کہہ کر اِس طرف توجّہ دلائی کہ ضبط و نظم کے معاملات میں جو اختیار ہم نے مردوں کو دیا ہے یہ سراسر حکمت پر مبنی ہے ورنہ گھروں کا امن برباد ہو جاتا۔"

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 514)

اس صفت کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے اہل لغت نے مختلف معانی کئے ہیں۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلْعَزِیْزُ وہ جو غالب ہو اور مغلوب نہ ہو۔یعنی جو دوسروں کو دبالے اور اُسے کوئی دبا نہ سکے، اس پر غلبہ نہ پا سکے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ هُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی وہ یقیناً غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:9)اور عزّت اللہ اور اس کے رسول اور ماومنوں کو ہی حاصل ہے۔لکھتے ہیں کہ آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا، کے معنی ہیں کہ جو شخص معزّز بننا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے عزّت حاصل کرے۔ کیونکہ سب قسم کی عزّتِ خدا ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔زُجاج کہتے ہیں کہ عزیز وہ ذات ہے جس تک رسائی ممکن نہ ہو اور کوئی شے اسے مغلوب نہ کر سکتی ہو۔

بعض کے نزدیک اَلْعَزِيْزُ وہ ذات ہے جو قوی ہو اور ہر ایک چیز پر غالب ہو۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَلْعَزِيْزُ وہ ذات ہے جس کی کوئی مثل نہیں۔ اَلْمُعِزّ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عزت عطا کرتا ہے۔ اَلْعِزُّ ذلّت کے مقابلے پر عزّت استعمال ہوتا ہے۔اَلْعِزُّ کا اصل مطلب قوّت، شدّت اور غلبہ ہے،اَلْعِزُّ وَالْعِزَّةُ کے معانی ہیں اَلرِّفْعَةُ وَالْاِمْتِنَاعُ۔وہ بلندی کہ جس تک رسائی نہ ہو سکے۔

علامہ فخر الدین رازی اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ (سورۃ صٓ:10) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ

"عزیز کی صفت بیان کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ نبوت کا منصب ایک عظیم منصب اور ایک بلند مقام ہے اور اس کو عطا کرنے پر قادر ہستی کے لئے ضروری ہے کہ عزیز ہو یعنی کامل قدرت رکھنے والی ہستی ہو اور وھاب ہو یعنی بہت زیادہ سخاوت کرنے والی ہو اور اس مقام پر فائز صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کامل قدرتوں والا اور کامل الجود ہے۔"

(تفسیر کبیر امام رازی تفسیر سورۃ ص زیر آیت نمبر10)

یہ بات بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی کہ جس پر اپنی رحمت اتارتا ہوں، جسے انعام سے نوازتا ہوں، پھر اس کی مدد بھی کرتا ہوں اور مدد کرنے اور فتح دینے کا اعلان بھی صفتِ عزیز کے تحت بڑے زور دار طریق سے فرمایا۔كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔(المجادلۃ:22)

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر کے تحت بیان کرتے ہیں کہ

"افضل طور پر تمام رسولوں کا غلبہ حجّت اور دلائل سے متعلق ہے سوائے اس کے کہ ان میں سے بعض نے دلائل کے غلبے کے ساتھ تلوار کا غلبہ بھی شامل کر دیا لیکن بعض انبیاء کے ساتھ یہ صورتحال نہیں۔ اس کے بعد فرمایا" قَوِيٌّ کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی نصرت کرنے کی قوّت رکھتا ہے اور وہ عزیز یعنی غالب ہے اور کوئی اسے اپنی مراد کے حصول سے روک نہیں سکتا کیونکہ اس کے سوا سب ممکن الوجود ہیں اور اللہ واجب الوجود ہے۔"

(تفسیر کبیر امام رازی تفسیر سورۃ المجادلہ زیر آیت22)

پھر روح المعانی میں كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ کے تحت علامہ ابو الفضل شہاب الدین آلوسی لکھتے ہیں کہ

"لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ یعنی حجت اور تلوار یا اس کے متبادل کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ غالب آئیں گے۔ رسولوں کے غلبہ میں یہ بات کافی ہے کہ حجت کے علاوہ ان رسولوں کے زمانے میں ان کی حقانیّت ثابت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے دشمنوں کو مختلف قسم کے عذابوں سے ہلاک فرمادیا۔ جیسے قوم نوحؑ، قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو جنگ کے ذریعہ سے ہلاک کیا۔ اگرچہ ان جنگوں کے نتائج بعض دفعہ (ڈول کی طرح) ناموافق بھی رہے لیکن انجام کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی غلبہ حاصل ہوا۔ اسی طرح آپؐ کے بعد آپؐ کے متبعین کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے (لیکن ایک شرط کے ساتھ) جب ان کا جہاد رسولوں کے جہاد کی طرح خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ ملک، سلطنت اور دنیاوی اغراض کے لئے نہ ہو تو ایسے مجاہدین غالب اور منصور رہیں گے۔ تاہم بعض مفسّرین نے صرف دلائل کا غلبہ ہی مراد لیا ہے۔"

(تفسیر روح المعانی تفسیر سورۃ المجادلہ زیر آیت نمبر22)

ابو محمد عبد اللہ قرطبی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو دلائل کے ساتھ بھیجا اور وہ دلائل کے ساتھ غالب آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود کا زمانہ ہے یہ دلائل کی جنگ کا زمانہ ہے اور مسیح موعود کی جماعت یہ جنگ ان براہین اور دلائل سے لڑ رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کو عطا فرمائے تھے۔ زمین کے کناروں سے لوگ اس مرکز کی طرف آہستہ آہستہ جمع ہو رہے ہیں جس کو دلائل کی تلوار دی گئی، جو اسلام کے محاسن ایسے خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے کہ دل گھائل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہاماً یہ فرمایا تھا "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ"۔ (یعنی) خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرّر کر رکھا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے یعنی کو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہوں گے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (تذکرہ صفحہ 317 ایڈیشن چہارم)

اور پھر یہ الہام بھی ہوا اِنَّہٗ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کہ وہ قوی اور غالب ہے۔ (تذکرہ صفحہ 406 ایڈیشن چہارم)

لیکن یہ بھی واضح فرما دیا جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے کہ یہ غلبہ اور فتح جنگ اور قتال کے ذریعے سے نہیں ہو گی بلکہ دلائل کا جہاد ہو گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی سے غلبہ ملے گا۔"

(خطبہ جمعہ 19/ اکتوبر 2007ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

"کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلۃ:22) یعنی خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنّت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جس زمانے میں ان مولویوں اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اس زمانے میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے اِس وقت (جب آپؑ نے یہ لکھا تھا) خدا تعالیٰ کے فضل سے 70 ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے جو نہ میری کوشش سے بلکہ اس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہیں۔ اب یہ لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلے کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جانکاہی کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے۔ یہاں تک کہ حُکّام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں، خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزارہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دیئے اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے کمیٹیاں کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نذیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں"۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380-384)

ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے ساتھ آپ کا مقابلہ تقویٰ سے بعید ہے کیونکہ آپ لوگوں کی دستاویز صرف وہ حدیثیں ہیں جن میں سے کچھ موضوع اور کچھ ضعیف اور کچھ ان میں سے ایسی ہیں جن کے معنی آپ لوگ سمجھتے نہیں۔ مگر آپ کے مقابل پر میرا دعویٰ علی وجہ البصیرت ہے اور جس وحی نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح موعود یہی عاجز ہے، اس پر مَیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ مَیں قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ ایمان صرف حسن اعتقاد سے نہیں بلکہ وحی الٰہی کی روشنی نے جو آفتاب کی طرح میرے پر چمکی ہے یہ ایمان مجھے عطا فرمایا ہے۔ جس یقین کو خدا نے خارق عادت نشانوں کے تواتر اور معارف یقینیہ کی کثرت سے اور ہر روزہ یقینی مکالمہ اور مخاطبہ سے انتہا تک پہنچا دیا ہے اس کو مَیں کیونکر اپنے دل میں سے باہر نکال دوں۔ کیا مَیں اس

نعمتِ معرفت اور علم صحیح کو رڈ کر دوں جو مجھ کو دیا گیا ہے یا وہ آسمانی نشان جو مجھے دکھائے جاتے ہیں مَیں ان سے منہ پھیر لوں یا مَیں اپنے آقا اور اپنے مالک کے حکم سے سرکش ہو جاؤں، کیا کروں؟ مجھے ایسی حالت سے ہزار دفعہ مرنا بہتر ہے کہ وہ جو اپنے حسن و جمال کے ساتھ میرے پر ظاہر ہوا ہے مَیں اس سے برگشتہ ہو جاؤں۔ یہ دنیا کی زندگی کب تک؟ اور یہ دنیا کے لوگ مجھ سے کیا وفاداری کریں گے تا مَیں ان کے لئے اس یار عزیز کو چھوڑ دوں۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ میرے مخالفوں کے ہاتھ میں محض ایک پوست ہے جس میں کیڑا لگ گیا ہے۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ مَیں مغز کو چھوڑ دوں اور ایسے پوست کو مَیں بھی اختیار کر لوں۔ مجھے ڈراتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں لیکن مجھے اُسی عزیز کی قسم ہے جس کو مَیں نے شناخت کر لیا ہے کہ مَیں ان لوگوں کی دھمکیوں کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔ مجھے اس کے ساتھ غم بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسرے کے ساتھ خوشی ہو۔ مجھے اس کے ساتھ موت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کو چھوڑ کر لمبی عمر ہو۔ جس طرح آپ لوگ دن کو دیکھ کر اس کو رات نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح وہ نور جو مجھ کو دکھایا گیا مَیں اس کو تاریکی نہیں خیال کر سکتا اور جبکہ آپ اپنے ان عقائد کو چھوڑ نہیں سکتے جو صرف شکوک اور توہمات کا مجموعہ ہے تو مَیں کیونکر اس راہ کو چھوڑ سکتا ہوں جس پر ہزار آفتاب چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیا مَیں مجنون یا دیوانہ ہوں کہ اس حالت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے روشن نشانوں کے ساتھ حق دکھا دیا ہے پھر بھی مَیں حق کو قبول نہ کروں۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزار ہا نشان میرے اطمینان کے لئے میرے پر ظاہر ہوئے جن میں سے بعض کو مَیں نے لوگوں کو بتایا اور بعض کو بتایا بھی نہیں اور مَیں نے دیکھا کہ یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور کوئی دوسرا بجز اس وحدہٗ لاشریک کے ان پر قادر نہیں اور مجھ کو ماسوا اس کے علم قرآن دیا گیا اور احادیث کے صحیح معنے میرے پر کھولے گئے۔ پھر مَیں ایسی روشن راہ کو چھوڑ کر ہلاکت کی راہ کیوں اختیار کروں؟ جو کچھ مَیں کہتا ہوں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں اور جو کچھ آپ لوگ کہتے ہیں وہ صرف ظن ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (النجم 29:) اور اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک اندھا ایک اونچی نیچی زمین میں تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ کہاں قدم پڑتا ہے۔ سو مَیں اس روشنی کو چھوڑ کر جو مجھ کو دی گئی ہے تاریکی کو کیونکر لے لوں جبکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لئے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے غیب کے اسرار پر مجھے اطلاع دیتا ہے اور دشمنوں کے مقابل پر اپنی قوی ہاتھ کے ساتھ میری مدد کرتا ہے اور ہر میدان میں مجھے فتح بخشتا ہے اور قرآن شریف کے معارف اور حقائق کا مجھے علم دیتا ہے تو مَیں ایسے قادر اور غالب خدا کو چھوڑ کر اس کی جگہ کس کو قبول کر لوں۔ مَیں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ خدا وہی قادر خدا ہے جس نے میرے پر تجلّی فرمائی اور اپنے وجود سے اور اپنے کلام اور اپنے کام سے مجھے اطلاع دی اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قدرتیں جو مَیں اس سے دیکھتا ہوں اور وہ علم غیب جو میرے پر ظاہر کرتا ہے اور وہ قوی ہاتھ جس سے مَیں ہر خطرناک موقع پر مدد پاتا ہوں وہ اسی کامل اور سچے خدا کے صفات ہیں جس نے آدم کو پیدا کیا اور جو نوح پر ظاہر ہوا اور طوفان کا معجزہ دکھلایا۔ وہ وہی ہے جس نے موسیٰ کو مدد دی جبکہ فرعون اس کو ہلاک کرنے کو تھا۔ وہ وہی ہے جس نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل کو کافروں اور مشرکوں کے منصوبوں سے بچا کر فتح کامل عطا فرمائی اسی نے اس آخری زمانے میں میرے پر تجلی فرمائی۔"

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 296-298)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عزیز خدا کا اپنے ساتھ سلوک کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان اور اس اعلان کے بعد جو آپ نے مخالفین کو مخاطب کر کے فرمایا آپ کئی سال زندہ رہے اور چیلنج بھی دیا۔ کوئی مخالف آپؑ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکا اور کسی مخالف کا کوئی حربہ بھی آپؑ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا۔ کیونکہ یہ اس سچے خدا کا آپؑ سے وعدہ تھا جو اپنے فضل سے جب اپنا انعام اتارتا ہے تو اس کے پھر بہترین نتائج بھی پیدا فرماتا ہے۔ اپنے غالب اور قوی ہونے کا ثبوت بھی دیتا ہے۔ آج دنیا میں جماعت احمدیہ کی ترقی انہی باتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لیکن دشمن پہلے بھی انبیاء کی جماعتوں کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں لگے رہے اور آج بھی لگے ہوئے ہیں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے احمدیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مختلف جگہوں سے کبھی مار دھاڑ، کبھی دوسرے ظلموں کی اور کبھی اِکّا دُکّا احمدیوں کی شہادتوں کی خبریں بھی آتی ہیں۔ لیکن آج تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی پیروی کرنے والوں کے ایمانوں کو یہ دھمکیاں اور یہ ظلم کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ ان کے ایمانوں کے پایۂ ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئے گی۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ جہاں اپنے ایمان کی مضبوطی اور ثبات قدم کے لئے اس خدا کے حضور جھکیں وہاں ان ظلموں سے بچنے اور فتح کے نظارے دیکھنے کے لئے بھی اُس قوی اور عزیز خدا کو ہی پکاریں جو اپنے انبیاء سے کئے گئے وعدے ہمیشہ سچے کرتا آیا ہے اور سچے مومنوں سے بھی اس کا یہی وعدہ ہے کہ ان کو بھی غلبہ عطا فرمائے گا۔ وہ آج بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی غلبہ کو سچ کر کے دکھائے گا، بلکہ دکھا رہا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری کامیابی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑے رہنے سے ہی مقدر ہے۔ تمام عزتیں اب زمانے کے امام کے ساتھ رہنے سے ہی ملنی ہیں۔ کیونکہ یہی ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق ہے اور اس کے ساتھ جڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق جوڑنا ہی ہے۔ پس اس مسیح و مہدی کے ساتھ حقیقی تعلق ہی اعمال کی بلندیوں پر بھی لے جانے والا ہو گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج بعض جگہ احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں، ان کو بعض جگہ بڑی بے دردی سے ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا ہے یا شہید کیا جاتا ہے۔ انہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قربانیاں ان کا مقام اونچا کرنے والی ہیں اور دشمن کی تدبیریں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اکارت جانے والی ہیں۔ آخر کار اس دنیا میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے مسیح کے غلبہ کو دیکھیں گے اور ذلت کا سامنا کریں گے اور اللہ کہتا ہے کہ بعد میں بھی، اگلی زندگی میں بھی، اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے اندر آئیں گے۔

پس ہمارا کام یہ ہے کہ حتی الوسع کوشش کریں کہ ایسے ظالموں کے پنجوں سے اُن معصوم لوگوں کو چھڑانے کی کوشش کریں اور انہیں قوی و عزیز خدا کی پناہ میں لانے کی کوشش کریں جو غلط فہمیوں کی وجہ سے ان لوگوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور اُن کو اِس جال سے نکال کر قوی و عزیز خدا کے ساتھ ان کا حقیقی تعلق جوڑنے کی کوشش کریں۔ وہی ہے جو عزت اور غلبہ دینے والا خدا ہے اور اس کے ساتھ جڑے بغیر اب کوئی نجات کا دوسرا راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنا یہ فرض بھی ادا کرنے والے بنیں۔"

(خطبہ جمعہ 19/ اکتوبر 2007ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اسلام اور خدا تعالیٰ پر ہونے والے اعتراضات کے ردّ کے لئے عزیز اور حکیم خدا کا صحیح تصوّر پیش کرے جو حسن و احسان میں بھی یکتا ہے اور اگر بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے تو پھر زبردستی اور ظلم سے نہیں پکڑتا بلکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے اور حد سے بڑھے ہوؤں کو اس لئے پکڑتا ہے کہ دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہو۔ جہاں یہ پیغام ہم نے غیر مذہب والوں کو دینا ہے، ان کے اعتراضات ردّ کرنے ہیں وہاں مسلمانوں کو بھی یہ پیغام ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم عزیز خدا کو مانتے ہیں جس کا قرآن نے تصور دیا ہے لیکن یاد رکھو کہ یہ حکم بھی ہے کہ نشانات دیکھ کر پھسلو نہ۔ عزیز و حکیم خدا کا تصور تب حقیقی رنگ میں مکمل ہو گا جب مسیح موعود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں، غلام ہیں، ان کی شریعت کو دنیا پر لاگو کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، جن کا آنا بھی عزیز اور حکیم خدا کی طرف سے ہے، ان کے ساتھ اب دین کے غلبہ کا وعدہ ہے۔ پس اس دعویٰ اور مسیح موعود کے پیغام پر غور کرو کہ یہ بھی حکمت سے خالی نہیں اور حکیم خدا کی طرف سے ہے، عزیز خدا کی طرف سے ہے جس نے ان شاء اللہ تعالیٰ غلبہ عطا فرمانا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق دے اور ہمیں خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں حقیقی طور پر پہنچانے کی توفیق دے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے دن دیکھنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 26/ اکتوبر 2007ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک وبائی بیماری میں اپنے ان تین صفاتی ناموں کے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

"یَا حَفِیْظُ، **یَا عَزِیْزُ**، یَا رَفِیْقُ"

کہ اے حفاظت کرنے والے، اے عزّت والے اور **غالب**، اے دوست اور ساتھی!

(تذکرہ صفحہ 404)

ایک دفعہ آپ علیہ السلام کے دائیں رخسار میں ایک آماس (سوجن وورم) سا نمودار ہونے سے بہت تکلیف ہوئی، دعا کرنے پر یہ فقرات **الہام** ہوئے۔ جن کے دَم کرنے سے فوراً صحت عطا ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الشَّافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الْغَفُوْرِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الْبَرِّ الْکَرِیْمِ یَا حَفِیْظُ، **یَا عَزِیْزُ**، یَا رَفِیْقُ یَا وَلِیُّ اشْفِنِیْ

(تذکرہ صفحہ 442)

(اس تقریر کی تیاری میں خطبات جمعہ 19/ اکتوبر 2007ء اور 26/ اکتوبر 2007ء سے مدد لی گئی ہے)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)